حکمرانوں کو نصیحت کرنے کا شرعی طریقہ کار

حکمرانوں کو نصیحت کرنے کا شرعی طریقہ کار

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ اما بعد !

موجودہ زمانے کے مسلم ممالک میں مسلم حکمرانوں پر غلط طریقہ کار سے تنقید اور ان کی برائیوں کو اچھالا جاتا ہے جس کی ایک حد تک شریعت سے ہمیں بالکل اجازت نہیں ملتی ہے حکمران چاہے جیسے بھی ہوں کتنے ہی گناہ گار کیوں نہ ہوں جب تک وہ

مسلمان ہیں ، اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں ، مسلمان انہیں اپنا حکمران سمجھتے ہیں تب تک ان کے ساتھ ایسا رویہ اختیار کرنے کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں ملتی۔

اسامہ بن زیدرضی اللہ عنہ سے کہا گیا: اگر آپ فلاں (عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں جیسا کہ صحیح مسلم ح: 2989 میں ہے) کے پاس جا کر گفتگو کرتے !! تو آپ نے فرمایا : تمہارا خیال ہے کہ میں ان سے گفتگو کروں تو تمہیں سنا کر اعلانیہ کروں !! میں خفیہ طور پر ان سے گفتگو کروں گا ۔

اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے : اللہ کی قسم میں نے اپنے اور ان کے درمیان (خفیہ طور پر) ان سے گفتگو کی ہے ، بجائے اس کے کہ میں ایک ایسا دروازہ کھولوں، کہیں اس سب سے پہلے کھولنے والا میں ہی نہ ہو جاؤں۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر 3267،7098،اور مسلم 2989)

چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے امیر باعظمت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکمت کا اسلوب اپنایا کیونکہ امیر و حاکم کی نصیحت میں اس کے مقام و مرتبہ کی رعایت ضروری ہے، اس لئے کہ لوگوں کے ساتھ ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق معاملہ کرنا حکمت کی اساس ہے، اسی لیے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے : حدیث (مذکور) میں امراء کی تعظیم ملحوظ رکھنے اور ان کے ساتھ ادب سے پیش آنے نیز لوگ ان کے سلسلہ میں جو کچھ کہتے ہیں اس کو ان تک پہنچانے کا بیان ہے (اس سے غیب و چغلی اور لگائی بجھائی کے طور پر لوگوں کی باتیں پہنچانا مقصود نہیں) تا کہ وہ باز رہیں اور نرمی اور حسن ادائیگی کے ساتھ ان سے ہوشیار رہیں،اس بات کے پیش نظر کہ کسی کی ایذا رسانی کے بغیر مقصود حاصل ہو جائے۔

(فتح الباری 13/53، نیز دیکھئے: شرح نووی 328)

انکار منکر کی شرط یہ ہے کہ اس سے بڑا منکر لازم

نہ آئے، کیونکہ انکار منکر کے جیسا کہ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے درج ذیل چار درجے ہیں:

پہلا درجہ: منکر زائل ہو جائے اور اس کی جگہ اس کی ضد (معروف) آجائے۔

دوسرا درجہ : منکر بالکلیہ زائل نہ ہو بلکہ کم ہو جائے۔

تیسرا درجہ: منکر کی جگہ ویسا ہی دوسرا منکر آجائے۔

چوتھا درجہ: منکر کی جگہ پہلے سے بڑا منکر آجائے۔

مذکورہ درجات میں سے ابتدائی دو درجے تو مشروع ہیں اور تیسرا محل اجتہاد ہے۔ اور چوتھا درجہ حرام ہے۔ (اعلام الموقعین عن رب العالمین 3/16)

امام نووی رحمہ اللہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے قول”بجائے اس کے کہ میں ایک ایسا دروازہ کھولوں،کہیں سب سے پہلے کھولنے والا میں ہی نہ ہوں “ کے سلسلے میں فرماتے ہیں: ان کا مقصد امراء کو ان کی رعایا کے درمیان علانیہ تنبیہ کرنا ہے۔ جیسا کہ قاتلان عثمان رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا، اس میں امراء کے ساتھ ادب، نرمی ، انہیں خفیہ نصیحت اور لوگ جو کچھ ان کے بارے میں کہتے ہیں اسے ان تک پہنچانے کا بیان ہے۔ تا کہ وہ اس سے باز رہیں۔..

(شرح نوووی 18/329)

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رعایا کے سامنے اور ان کی موجودگی میں مسلمانوں کے ولی امر کو علانیہ طور پر تنبیہ کرنا عام طور پر بہت بڑے شر و فساد کا سبب ہوتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات اس کا نتیجہ اختلاف و افتراق یا امام المسلمین کے خلاف بغاوت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے ، اور ولی امر کو چاہیے کہ وہ

لوگوں کو بھلائی کا حکم دے اور انہیں برائی سے روکے، پھر اس بات کا بھی اندیشہ ہو کہ اس سے خامی کا صدور ہو کیونکہ وہ بشر ہے، لیکن اس کی اصلاح خفیہ طور پر حکمت اور محمود رواداری کے ساتھ کی جائے، اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا جائے اور انتہائی متانت اور سنجیدگی سے اسے نصیحت کی جائے، یہی طریقہ قبولیت کے لائق ہے۔

(فتح الباری 13/52 ، عمدہ القاری 15/166)

سماحۃ الشیخ علامہ محقق شیخ عبد العزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسلمانوں کے آئمہ و امراء کے عیوب و نقائص کی تشہیر اور انہیں منبروں پر بیان کرناسلف کا طریقہ نہیں ہے، کیونکہ یہ تباہی و بربادی اور سمع و اطاعت نہ کرنے نیز اس بغاوت کا سبب ہے، جو سراپا نقصان دہ ہے البتہ سلف صالحین کے یہاں معمول بہ طریقہ یہ تھا کہ نصیحت ان کے اور ولی امر کے مابین ہوتی تھی اور خط و کتابت ہوا کرتی تھی یا ان علماء سے ملاقات ہوا کرتی تھی جو امراء و حکام سے تعلق رکھتے ہوں، تاکہ انہیں بھلائی کی نصیحت کی جائے، اور انکار منکر (برائی پر تنبیہ) کا طریقہ کار یہ ہے کہ منکر کے مرتکب کا ذکر کئے بغیر انکار کیا جائے، چنانچہ زنا کاری، شراب نوشی ، اور سود خوری وغیرہ پر مرتکب کا ذکر کیے بغیر تنبیہ کی جائے، اسی طرح گناہوں پرنکیر اور اس سے اجتناب کی تلقین بھی فاعل کا ذکر کیے بغیر کافی ہے، فاعل کے ذکر کی کوئی ضرورت نہیں خواہ حاکم ہو یا محکوم ہو...

حقوق الراعی والرعیہ، کہ اخیر میں طبع شدہ سماحۃ الشیخ علامہ محقق شیخ عبد العزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کا فتوی ملاحظہ فرمائیے، ص 27،28)